

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقش آغاز

قیامت صغریٰ بپا ہونے کو ہے اور ہم ؟
افغانستان! ہوائِ امن کا جھونکا

جب منزل متعین، نشانِ راہ واضح اور مقصد سے لگن ہو تو گرو راہ سے چہرہ کے نقوش، حذر لاتے
نہیں بلکہ کچھ اور بھی دلکش اور حسین ہو جاتے ہیں، عشق کی سچائی، شوق کی شدت اور مقصدیت میں خاص
ان نقوش کو تابناکی دیتا ہے۔ مراحل کی دقتیں، سنگ ہائے راہ سے زخمی ہونے والے پاؤں اور حسین خون
آلود ہو کر جاذبیت اور کشش اپنے اندر پیدا کر لیتے ہیں اور پھر ایسے میں راہ و مشکلات سفر سے گھبراتا نہیں
یہ مشکلات شوق کو ہمیشہ لگاتی اور ذوقِ محبت کو جنون میں بدل دیا کرتی ہیں۔

خ۔ کہتے ہیں جسے گل وہ جنوں کا لباس ہے۔

یہی نہیں دورانِ سفر اگر ساتھیوں کا ساتھ بھی نہ رہے تو بھی پائے استقلال میں لغزش نہیں آتی اور راہبر بھی
اگر راہزن کا روپ دھارے اور قافلے کو لوٹنے، قتل و غارت پر اتر آئے تب بھی راہرو کے جذبات تلاطم خیز رہتے
ہیں بلکہ یہی دقت ہوتا ہے کہ ایک طرف وہ لباس کے بھنور میں سے پھنس کر نکلتا ہے اور نکل کر پھنس جاتا ہے اور
دوسری طرف اسید و شوق اور زخم ہائے عشق کو زارِ راہ بناتا ہوا اپنے سفر پر گامزن رہتا ہے تا آنکہ منزل کو پا لے
یا جانِ جانِ آخری کے پیر و کردے۔

خ۔ یا جانِ رسدِ جاناں یا جانِ زن بر آید

تاریخ کا طویل ترین سفر اپنے سنگ بنے میل سے یہی ثابت کرتا ہے اور ہر مسافر کو اس کی خطرناکیوں سے
آگاہ بھی — کہ چلنے والو! اس سفر کو اختیار کرنے سے پہلے غور و فکر کرینا! نیشب و فراز، طمع و خوف، قید و بند
اور موت و نیست کی کش مکش کے تمام مراحل سے گزرنا ہو گا۔

تاریخ کا یہ سفر کہتا ہے کہ تمھارا اٹھنے والا ہر قدم اپنے ساتھ ابتلاء و آزمائش لائے گا، مگر تاریخ یہ بھی
بتاتی ہے کہ اس راہ کے مسافر ہر موڑ پر کشاں کشاں پہلے نہ انہوں نے تمہیں دمر جا کی صداؤں کی ضرورت محسوس
کی اور نہ ہی ابتلاء و آزمائش کے مراحل سے ان کے قدم ڈگمگائے۔

آج ذرا اپنے گرد پیش کو دیکھئے، کراچی سے درہ خیبر تک، ملاکنڈ، باجوڑ، کشمیر سے بوسنیا اور تاجکستان تک

بھر پور نظر دوڑائیے اپنی ذات سے لے کر اقوامِ عالم کا جائزہ لیجئے کہ وہ کیا منظر پیش کرتا ہے۔ ہر سو خون آلود مناظر ہیں۔ جنگ اور صرف جنگ! تباہی اور صرف تباہی، تخریب اور صرف تخریب۔

امن کے لیے جنگ ناگزیر ہے۔ بغیر جنگ کے امن، دولت و شکست اور نامرادی کو مقدر کرنا ہے۔ تعمیر کے لیے تخریب لازمی ہے لیکن تعمیر سے صرف نظر کر کے تخریب کیے جانا ہونا تباہی کی طرف بڑھنا ہے اور تعمیر بغیر تخریب کے ایسی بلند و بالا عمارت ہے جس کی بنیاد نہ زمین کے نیچے نہ اوپر۔

آج پوری دنیا اسی غلط روش کو اپنائے ہوئے ہے ہر فرد اپنے اپنے مسائل کی گٹھری اٹھائے اندھا دھند دوڑ رہا ہے کسی سے ٹکراتا ہے کسی سے الجھتا ہے کسی پر وار کرتا ہے کسی کا دار سہتا ہے لیکن نہ منزل کا تعین ہے اور نہ سفر کا زاویہ راہ نہ راستہ کا علم ہے۔ ایسے میں سوائے تباہی و بربادی اور مایوسی و لاچاری کے اور کیا ملے گا؟

ملتِ اسلامیہ پاکستان کی ڈوبتی ناؤ کو اس جنور سے نکالنے کے لیے منزل کا تعین اور راہ کی تلاش از بس ضروری ہے! اپنے جذبات، جوش و خروش اپنی امیدیں اپنی انگلیں اپنے دلوں اور اپنا جسم و خون — ان سبھی توانائیوں کو اسلامی تعلیمات، اسلامی ہدایات، اسوۂ حسنہ اور خالصتہً اسلامی سیاسیات کے تابع کرنے کا نام منزل کا تعین اور زاویہ راہ ہے۔

سرخ تیاں خطرے کا الارم کراچی کی حالت زار، مالاکنڈ اور باجوڑ میں شریعت کے متوالے خونِ شہادت سے لالہ زار، سینکڑوں افراد لاپتہ، بیسیوں مکانات مسمار، پنجاب میں فرقہ واریت کی نئی لہر، مساجد میں ہوں کے دھماکے، زخمیوں سے بھری ایمبولینسیں لاشوں سے لدے ٹرک اور ٹرالیاں، ہر طرف گولیوں کی تڑاخ پٹاخ، پاکستان کے ایک کونے میں سرکاری فورسٹر کا تاحونز جاری آپریشن توپوں کی گھن گرج سے لرزتا ہوا ماحول — یہ تو وہ صورتِ حال ہے جو پاکستان کے بیشتر افراد اپنے سر کی آنکھوں سے ماضی قریب سے دیکھ رہے ہیں — اور اس کا دوسرا منظر ریڈیو، ٹیلی ویژن، ڈش انٹینا، ویڈیو کیسٹیں اور اخبارات کے ذریعے عوام و خواص تک پہنچنے والی آنکھوں دیکھی جانے والی تصاویر اور ٹیلی ویژن کی شرمناک نشریات اور عربیہ مناظر کا ہے جسے کروڑوں پاکستانی بچے، بچیاں اور مرد و خواتین صبح و شام دیکھتے ہیں۔

تیسرا پہلو یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر، تاجکستان، بھارت، فلسطین، بوسنیا اور کراچی کے المناک اور اندوھناک مناظر نے اعصابی تناؤ اور فکری امراض کے سیلاب بلاخیز تے جوانوں میں فکرو عمل کے سوتوں کو منجمد کر دیا ہے وہ صبح و شام اخبارات میں پڑھتے، ریڈیو سے سنتے اور ٹی وی پر دیکھتے ہیں کہ کہیں

ہم گر رہے ہیں کہیں لاشوں کے ٹکڑے بکھرنے کی تفصیلات ہیں اور کہیں ایسی بستیوں کا ذکر ہے جو کل آباد تھیں اور آج قبرستان بنی ہوئی ہیں۔

چوتھا پہلو عالمی نشریات کا یہ ہے کہ بس ابھی ایک بڑا کائناتی تصادم ہونے والا ہے پھر سے کویت عراق سعودی عرب اور امریکی جنگ چھڑنے والی ہے اسرائیل نے تباہی مچا دینی ہے بھارت یلغار کرنے والا ہے کراچی، یلحہ ملک بننے والا ہے امریکی فوجی پاکستان کی سرحد پر پہنچ چکے ہیں پاکستان کو تاراج کرنے والے ہیں روزانہ کے معمول کے چھوٹے تصادموں اور جزئیات اور معمولی واقعات کو سنسنی خیز انقلابات بنا کر ہر لمحہ ایسی صورت موجود اور خطرناک سے خطرناک تر ہوتے چلے جانے کی شکل میں سامنے آرہی ہے کہ بس ابھی جنگ شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے عالمگیر ایٹمی جنگ کی صورت اختیار کرگئی جس سے دنیا کی موجودہ بیشتر آبادیاں اور مالک نیست و نابود ہو جائیں گے ان کے جغرافیے بدل جائیں گے مصنوعات اور تعمیرات ختم ہو جائیں گے اور بہت سی اقوام کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا نفسیاتی طور پر ناظرین اس سے متاثر ہوتے ہیں، جذبہ عمل، کام کی لگن اور آگے بڑھنے کا شوق معروح ہوتا اور اقدام و مسابقت کی صلاحیتیں معدوم ہوتی جا رہی ہیں۔

یہ سب کچھ بہت دنوں سے ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں، سن رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں اور اس پر مجالس میں اور انفرادی ملاقاتوں میں سراپے، فکر مندی کے انداز سے کچھ گفتگو میں اور باتیں بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہماری فکری سوچ دبچا رہی، اعمال و کردار میں، اخلاق و عادات میں، سیاسی جوڑ توڑ میں، دوستیوں اور دشمنیوں کے انداز میں کوئی تبدیلی واقع ہو رہی ہے؟

کیا ہم اور آپ اس طرح بھی سوچتے ہیں کہ مملکت عزیز کا آدھا حصہ ہماری نااہلی کی وجہ سے ہم گنوا بیٹھے ہیں، سیاست دانوں کی دھینگا مشقی سے مختصر مختصر مدت میں کتنے سیاسی انقلابات نے ملک کی عزت و وقار، معیشت اور سالمیت کو کتنا کتنا نقصان پہنچایا ہے گزشتہ دو سال سے اہل کراچی پر جو قیامتیں ٹوٹ رہی ہیں اور جس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے وہ کونسے اعمال بد کا نتیجہ ہے، بالاکنڈ، اور باجوڑ میں سینکڑوں عہدہ دار شریعت کو شہید کر دیا گیا ہے پنجاب فتنہ واریت کے دھانے پر کھڑا ہے آنے والے کل میں کیا کچھ ہوگا؟ اور ہم اور آپ اس سے کس حد تک متاثر ہوں گے؟

اگر ہم میں سے کسی نے اس انداز سے سوچا ہے تو ہم کس نتیجہ پر پہنچے ہیں؟ اور ہمارے فکر و نظر، اعمال و اخلاق، تعلقات و معاملات، مشاغل و دپسپیوں میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی؟ کیا ہم نے خطرات کے اس